



سوال

(157) وضوء کرتے ہوئے باتیں کرنا جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا وضوء کے دوران باتیں کرنا جائز ہیں؟ کراہت کی کیا دلیل ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

باتیں دو قسم کی ہیں: اچھی اور بری۔

تو اچھی باتیں وضوء اور غیر وضوء میں اچھی ہیں اور بری باتیں وضوء اور غیر وضوء میں بری ہیں اور جو وضوء میں اچھی اور مباح باتیں کرنے کو حرام یا مکروہ کہتا ہے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

شاید اس کا خیال ہو کہ وضوء میں لوگ کچھ دعائیں پڑھتے ہیں تو باتوں کی وجہ سے وہ فوت ہو جائیں گی تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سوائے تین دعاؤں کے باقی کوئی بھی ثابت نہیں۔ تو کسی کے لیے دلیل کے بغیر کسی چیز کو مکروہ سمجھنا جائز نہیں کیونکہ یہ شریعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شریعت لپنے پاس سے بنانا حرام ہے۔

بلکہ بہت سی صحیح احادیث ہیں جن سے وضوء کے دوران باتیں کرنا جائز ثابت ہوتا ہے۔

بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

اول: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا کہ مسلح ہو کر تیاری کر کے میرے پاس آئیں میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء فرما رہے تھے تو فرمایا: ”اے عمرو! میں آپ کو کسی مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں اور ایسی مہم پر بھیجوں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت غنیمت واپس لائے گا اور میں آپ کو مال کا کچھ حصہ دونگا“ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ہجرت مال کے لیے تو نہ کی تھی میری ہجرت تو صرف اللہ اور اس کے رسول کیلئے تھی۔ تو آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لہذا مال نیک آدمی کے لیے اچھی چیز ہے“۔ (احمد (4/197-202) بغوی شرح السنہ المشکاة (2/326) للخطیب بسند صحیح۔

دوم: ام ہانیء بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتح کے سال گئی تو آپ غسل فرما رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ



عنما آئی بیٹی کپڑے سے پردہ کئے ہوئی تھیں میں نے سلام کیا تو فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ میں نے کہا: میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں تو فرمایا: ”ام ہانی کو مرجا ہو“۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے جو غسل کرتے ہوئے بات کرنے کے جواز پر دلالت کر رہی ہے تو وضوء میں کیسے جائز نہ ہو۔

(بخاری 1/42) مسلم (1/249) المشکاۃ باب الامان (2/377)

سوم: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک پر گئے تھے مغیرہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت قضا نے حاجت کے لیے گئے میں آپ کے ساتھ برتن اٹھا لیا جب آپ واپس آئے تو میں آپ کے ہاتھوں پر انڈیا تو آپ نے ہاتھ دھوئے منہ دھویا اور آپ نے اونٹنی جہ پن رکھا تھا آپ نے آستین چڑھانی چاہیں تو آستین کی تنگی کی وجہ سے ہاتھ جے کے نیچے سے نکالے اور جتہ کندھوں پر رکھا۔ اور ہاتھ دھوئے اور پھر پشانی اور پگڑی کا مسح کیا پھر میں موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑ دو! میں نے پاؤں بحالت طہارت اسمیں داخل کیے تھے“ اور ان پر مسح کیا۔ الحدیث۔ (بخاری 1/40) مسلم (1/48) المشکاۃ (1/48)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مسلم (1/249) میں حدیث ام ہانی کے تحت کہتے ہیں: اس حدیث سے انسان کلپنے ملاقاتی کو مرجاکنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ بحالت غسل اور بحالت وضوء باتیں کرنے اور سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

بخلاف پیشاب کرنے والے کے۔

پہنم: مسلم (1/383-384) کی حدیث جو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان دونوں کا غسل محرم کے بارہ میں اختلاف ہوا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ محرم غسل کر سکتا ہے اور مسور کہتے تھے کہ محرم سر نہیں دھو سکتا۔ پھر مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوالیوب انصاری کے پاس اس مسئلے کے بارے میں پوچھنے کے لیے بھیجا تو وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے درمیان پردہ کر کے غسل کر رہے تھے میں نے سلام کیا تو انہوں نے کہا: کون ہے؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں اور مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت احرام کیسے غسل فرماتے تھے؟۔ ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا یہاں تک کہ انکا سر مجھے نظر آنے لگا تو پھر کسی کو پانی ڈالنے کا کہا اور اپنے ہاتھوں سے سر کو حرکت دی اور آگے پیچھے کیا پھر کہا میں نے انہیں اس طرح کرتے ہوئے دیکھا۔“

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مسلم میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں فوائد ہیں: ایک انہیں سے یہ ہے کہ وضوء و غسل کرنے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے بخلاف قضا نے حاجت کرنے والے کے۔

احادیث اس مضمون کی بکثرت ہیں انصاف پسند کے لیے اتنی ہی کافی ہیں۔

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج 1 ص 358

محدث فتویٰ